صلح میں لڑکی دینے کی "سورہ" رسم کا حکم

﴿فتوی نمبر:۱۲۴۸/۵۸﴾

سوال(نمبر شمار: ۸۱)

ہمارے علاقوں میں جب دو فریقوں میں قتل مقاتلے کا واقعہ ہو جانے کے بعد صلح کی بات آتی ہے، تو مقتول فریق کے لوگ قاتل سے صلح میں لڑکی (بہن، بھتیجی وغیرہ) مانگتے ہیں۔ کبھی ایک لڑکی کبھی دو لڑکیاں اور اس کو یہاں کے عرف میں "سورہ" کہا جاتا ہے، اس کے بغیر وہ صلح پر تیار نہیں ہوتے۔

اکثر سورہ میں دی جانے والی لڑکی چھوٹی ہوتی ہیں۔ اگر بڑی بھی ہوں تو وہ اس رشتے پر بالکل راضی نہیں ہوتی، پھر جب اس کی شادی ہو جاتی ہے تو اکثر مقتول کا گھرانہ اس پر ظلم کرتے ہیں اور اس کو مقتول فرد کا عوض شمار کرتے ہیں۔ شرعی لحاظ سے صلح میں لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں اور سورہ رسم درست ہے یا نہیں؟

عنایت اللہ شاہ ہاشمی

چیئرمین المبارک ویلفیئر سوسائٹی

(اسلامی ٹرسٹ)

الجواب حامداً و مصلیاً

"سورہ" کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، یہ محض ایک قبیح رسم ہے جو جہالت پر مبنی ہے اور یہ متعدد شرعی مفاسد پر مشتمل ہے، مثلاً:

(۱) آزاد عورت شرعاً مال نہیں، جبکہ شریعت نے بدلِ صلح یا دیت میں مال کی ادائیگی کو ضروری قرار دیا ہے، لہٰذا صلح کے طور پر لڑکی دینا بالکل ناجائز اور حرام ہے۔

(۲) مذکورہ رسم میں صلح کے طور پر جو نکاح کیا جاتا ہے اگر یہ نکاح عاقلہ بالغہ لڑکی کا ہو اور اس کی رضامندی کے بغیر یہ نکاح کیا گیا ہو جیسا کہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے تو یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہو گا اور یہ مرد اور عورت جب تک ساتھ رہیں گے اور میاں بیوی والے تعلقات قائم کریں گے، حرام کاری میں مبتلا رہیں گے، اور صلح کرانے اور کرنے والے بھی اس قبیح گناہ میں شریک ہوں گے، اور اگر نابالغہ لڑکی کا نکاح ہو اور ولی نے اس کی مصلحت کو مد نظر رکھے بغیر محض دشمن سے جان چھڑانے اور اپنے مفاد کی خاطر بچی کی زندگی داؤ پر لگا کر یہ نکاح کیا ہو، جیسا کہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے تو

یہ نکاح غیر کفو میں یا مہرِ مثل سے کم پر ہونے کی صورت میں شرعاً منعقد ہی نہیں ہوتا، اگرچہ باپ یا دادا نے یہ نکاح کیا ہو۔

(۳) عورت ایک دشمن کے گھر چلی جاتی ہے، جس سے عموماً مختلف مسائل پیدا ہوتے ہیں، باپ اپنی معصوم بچی کو محض اپنے مفاد کی خاطر ایک اذیت ناک زندگی میں ڈال دیتا ہے، اور اس لڑکی کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے، اس ظلم میں باپ سمیت سارے صلح کرنے اور کرانے والے برابر کے شریک اور گناہ گار ہوں گے۔

(۴) جب یہ عورت مخالف کے گھر میں چلی جاتی ہے تو عموماً اس کی عزت نہیں ہوتی، بلکہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس طرح یہ مظلوم عورت عموماً مسلسل سسرال والوں کے طعنوں اور تکلیفوں کا شکار رہتی ہے۔

(۵) اس صورت میں عموماً عورت مہر سے محروم ہوتی ہے حالانکہ مہر عورت کا ایک حقِ واجب ہے۔

حاصل یہ کہ صلح کے طور پر لڑکی دینا جاہلانہ اور ظالمانہ رسم ہے اور بالکل حرام اور ناجائز ہے، اس لئے اس سے اجتناب کرنا بہرحال ضروری اور لازم ہے۔ (مأخذہ التبویب: ۶۲/۴۹۲ و ۸۷۱/۳۳ و ۳۷/۶۲۸)

فی بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (6 / 42):

وَأَمَّا الشَّرَائِطُ الَّتِي تَرْجِعُ إلَى الْمُصَالَحِ عَلَيْهِ. فَأَنْوَاعٌ: (مِنْهَا) أَنْ يَكُونَ مَالًا فَلَا يَصِحُّ الصُّلْحُ عَلَى الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ وَصَيْدِ الْإِحْرَامِ وَالْحَرَمِ وَكُلُّ مَا لَيْسَ بِمَالٍ؛ لِأَنَّ فِي الصُّلْحِ مَعْنَى الْمُعَاوَضَةِ فَمَا لَا يَصْلُحُ عِوَضًا فِي الْبِيَاعَاتِ لَا يَصْلُحُ بَدَلَ الصُّلْحِ، وَكَذَا إذَا صَالَحَ عَلَى عَبْدٍ، فَإِذَا هُوَ حُرٌّ؛ لَا يَصِحُّ الصُّلْحُ؛ لِأَنَّهُ تَبَيَّنَ أَنَّ الصُّلْحَ لَمْ يُصَادِفْ مَحَلَّهُ

وفي الفتاوي الخيرية (2/ 104):

(سئل) في قوم قتل بينهم فصالح أوليائهما المتهمين بهما علي قدر من المال واتفقوا علي أخذ بنتين به فعقد علي إحداهما ولم يعقد علي الأخري هل يجبرون علي نكاح الثانية بالمبلغ المتفق عليه أم لا ولهم المطالبة بالمبلغ من المال الذي وقع الصلح عليه؟

(أجاب) لايجبرون علي والصلح عن الجناية بالمال جائز بالإجماع ولايجوز بالحرّة ولابما ليس بمال بالإجماع

فی الدر المختار (3 / 58):

(وَلَا تُجْبَرُ الْبَالِغَةُ الْبِكْرُ عَلَى النِّكَاحِ) لِانْقِطَاعِ الْوِلَايَةِ بِالْبُلُوغِ (فَإِنْ اسْتَأْذَنَهَا هُوَ) أَيْ الْوَلِيُّ وَهُوَ السُّنَّةُ (أَوْ وَكِيلُهُ أَوْ رَسُولُهُ أَوْ زَوَّجَهَا) وَلِيُّهَا وَأَخْبَرَهَا رَسُولُهُ أَوْ الْفُضُولِيُّ عَدْلٌ (فَسَكَتَتْ) عَنْ رَدِّهِ مُخْتَارَةً (أَوْ ضَحِكَتْ ... (فَهُوَ إذْنٌ)

وفی حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (3 / 58):

(قَوْلُهُ وَهُوَ السُّنَّةُ) ... وَإِنْ زَوَّجَهَا بِغَيْرِ اسْتِئْمَارٍ فَقَدْ أَخْطَأَ السُّنَّةَ وَتَوَقَّفَ عَلَى رِضَاهَا بَحْرٌ عَنْ الْمُحِيطِ.

وفی البحر الرائق شرح كنز الدقائق (3 / 145):

فَظَاهِرُ كَلَامِهِمْ أَنَّ الْأَبَ إذَا كَانَ مَعْرُوفًا بِسُوءِ الِاخْتِيَارِ لَمْ يَصِحَّ عَقْدُهُ بِأَقَلَّ مِنْ مَهْرِ الْمِثْلِ وَلَا بِأَكْثَرَ فِي الصَّغِيرِ بِغَبْنٍ فَاحِشٍ وَلَا مِنْ غَيْرِ الْكُفْءِ فِيهِمَا سَوَاءٌ كَانَ عَدَمُ الْكَفَاءَةِ بِسَبَبِ الْفِسْقِ أَوْ لَا

الجواب صحیح	واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
بندہ عبدالرؤف سکھروی	عبدالحفیظ حفظہ اللہ تعالیٰ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی	دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
18/۴/۱۴۳۱ھ	۱۶/۴/۱۴۳۱ھ